کیا آئی ایم ایف پاکستانی معیشت کو بچا سکتا ہے؟

کوکب کاظمی
(مصنفہ ریٹائرڈ اسسٹنٹ ڈائریکٹر ایکل گورنمنٹ پنجاب ہیں۔ وہ ایک ادیبہ اور شاعرہ بھی ہیں۔)





کسی بھی ملک کی تعمیر وترقی میں اس کی مستحکم معیشت کا بہت عمل دخل ہوتا ہے۔ یوں کہہ لیں کے اس کی معیشت ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہوتی ہے۔ وہ جس قدر مضبوط ہوگی ملک اتنا ہی طاقت ور ہوگا۔ پاکستان کی معیشت کو سنبھالنے اور سہارا دینے کے لیے آئی ایم ایف کا بہت بڑا کردار ہے۔ اس حوالے سے بات کرنے سے پہلے ہمیں آئی ایم ایف کے پس منظر پر نظر ڈالنا ہوگی کہ اس ادارے کی ضرورت کب اور کیوں پیش آئی۔ یہ بات ۱۹۲۹ء کی ہے جب امریکہ اور دنیا کے بیشتر ممالک انتہائی گھمبیر معاشی مسائل کا شکار تھے اسی دوران دوسری جنگِ عظیم کا آغاز ہوا تھا اور اس کے خاتمے کے بعد کئی عالمی مالیاتی ادارے غیر فعال ہو چکے تھے چنانچہ اس ابتر اقتصادی صورتحال کے پیشِ نظر جولائی ۱۹۴۴ء میں ۴۴ اتحادی ممالک کے نمائندے اس بحران سے نکلنے اور ایک نئے اقتصادی نظام کی بنیاد رکھنے کے لیے امریکہ کے شہر نیو ہمشائر میں تھے۔ جس کے نتیجے میں دو ادارے وجود میں آئے ایک ورلڈ بینک اور دوسرا آئی ایم ایف۔ ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان وجود میں آیا تو اس کی نہ صرف زمینی تقسیم میں ناانصافی برتی گئی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ قومی اثاثوں کی تقسیم میں بھی غیر منصفانہ رویہ اختیار کیا گیا۔ پاکستان کو تباہی کا شکار کرنے کے لیے بھارت نے مالی اثاثوں پہ فیصلہ کرتے ہوئے حقیر رقم پاکستان کے حوالے کی جو معیشت کو سنبھالنے کے لیے ناکافی تھی چنانچہ آزادی کے گیارہ سال بعد صدرِ پاکستان ایوب خان نے ۱۹۵۸ء میں پہلی بار آئی ایم ایف سے قرض کی غرض سے رابطہ کیا اور آئی ایم ایف نے اڑھائی کروڑ روپے کے قرض کی منظوری دے دی اور اس وقت سے لے کر اب تک ان قرضوں کی تعداد ۲۳ ہو چکی ہے۔ اس وقت پاکستانی معیشت کو گزشتہ برسوں کے سیلاب اور یوکرائن جنگ سے اجناس کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے مختلف چیلنجز کا سامنا ہے۔ بیرونی و داخلی مالی حالات سخت ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر امور کی وجہ سے معیشت کو سخت جھٹکے لگے جس کے باعث معیشت مزید گراوٹ کا شکار ہوگئی ہے۔ موجودہ صورتحال کا جائزہ لیں تو یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ پاکستان میں ملکی و غیر ملکی سرمایہ کاری کے وسیع مواقع موجود ہیں اور یہ بات پوری دنیا پر روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔ بہت سارے ممالک، کمپنیاں اور تجارتی ادارے ان مواقع سے فائدہ بھی اُٹھانا چاہتے ہیں مگر ملک کی سیاسی اور معاشی صورتحال کی وجہ سے وہ سرمایہ کاری کرتے ہوئے جھجکتے ہیں۔ فی الوقت ملک کی سیاسی حالت عدم استحکام کا شکار ہے ابتر اقتصادی صورتحال کے باعث مہنگائی اور بے روزگاری میں بے تحاشہ اضافہ ہوا ہے جس کے لے فوری طور پر ایسے اقدامات اُٹھانے ضروری ہیں جس سے عوام میں بے چینی کی فضا ختم ہو۔ ملک خوشحالی کے راستے پر گامزن ہو۔ مہنگائی اور بے روزگاری سے ایسے ایسے نامساعد حالات وواقعات جنم لے رہے ہیں کہ جن کا بروقت سدِ باب نہ کیا گیا تو ملک مزید انتشار اور بدنظمی کا شکار ہو جائے گا۔ موجودہ مخلوط حکومت نے اس پسِ منظر میں معاشی خوشحالی اور استحکام کو اپنی اوّلین ترجیح قرار دیا ہے اور اس حوالے سے پیش رفت شروع بھی ہو چکی ہے۔ وزیرِ خزانہ محمد اورنگزیب ایک وفد کے ہمراہ واشنگٹن میں موجود ہیں جہاں وہ امریکی حکام کے علاوہ آئی ایم ایف اور دوسرے عالمی مالیاتی اداروں سے مذاکرات میں مصروف ہیں وزیرِ اعظم شہباز شریف بھی گزشتہ ہفتے سعودی عرب کے دورے پر تھے جہاں انہوں نے شہزادہ محمد بن سلیمان سے دوطرفہ تجارتی تعاون پر گفتگو کی اسی سلسلے میں

اَب سعودی وزیر خارجہ شہزادہ فیصل بن عبدالعزیز اور وفد کے دیگر اراکین پاکستان میں موجود ہیں۔ سعودی ولی عہد نے پاکستان میں پانچ ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کا عندیہ دیا تھا لیکن یہ حقیقت واضح ہوئی ہے کہ اگلے پانچ برس کے دوران سعودی عرب پچیس ہزار ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کرنا چاہتا ہے۔ سعودی عرب پاکستان کے مختلف شعبہ جات میں سرمایہ کاری کرنا چاہتا ہے جن میں زراعت، تجارت، توانائی، آئی ٹی، ٹرانسپورٹ و دفاع، معدنیات اور ماحولیات وغیرہ شامل ہیں۔ سعودی عرب ریکوڈک میں سونے اور تانبے کی تلاش کے منصوبے میں بھی شراکت داری کے لیے تیار ہے۔

آئی ایم ایف کا قرضہ اور سعودی عرب کی سرمایہ کاری اس وقت ملک کے سیاسی اور معاشی استحکام کے لیے بہت اہم ہے۔ اس سرمایہ کاری سے لوگوں میں اعتماد بڑھنے کے ساتھ ساتھ عوام میں بے چینی اور عدم استحکام کی صورت حال میں واضح کمی کے امکانات ہیں۔ اس سرمایہ کاری سے ملک میں تعمیر و ترقی کا نیا ماحول پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ عوام کو روزگار کے مواقع بھی فراہم ہوں گے۔ اس وقت ملک جس معاشی کساد بازاری سے گزر رہا ہے اس کے نتیجے میں غیر ملکی قرضوں کی ادائیگی کے لیے بھی نئے قرضے لینا پڑ رہے ہیں اور یہ ایسا سلسلہ ہے جو گزرتے وقت



کے ساتھ بڑھتا ہی جا رہا ہے یعنی ابھی ایک قرضہ ادا نہیں ہو پاتا کہ اُسے اُتارنے کے لیے دوبارہ آئی ایم ایف کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑتا ہے۔ ایک ذرائع کے مطابق اس وقت حکومت کو ۸ ہزار ارب ڈالر کے قرضے اُتارنا ہیں۔ اگر ملک سے کرپشن اور سمگلنگ ختم ہونے کے ساتھ ساتھ نادہندگان کے ٹیکسوں کی ادائیگی بھی شروع ہو جائے تو یقین مانیں ملک کی قرضوں سے جان چھوٹ سکتی ہے۔ ٹیکس چور اپنے ملک پاکستان سے مخلص ہوں تو قومی خزانے کو جو اربوں ڈالر کا نقصان ہو رہا ہے اس سے نجات مل سکتی ہے۔

آئی ایم ایف سے مزید قرض کا حصول ایک مشکل ترین مرحلہ تھا جو موجودہ گورنمنٹ اور اسٹیبلشمنٹ (Establishment) نے مل کر خوش اسلوبی سے طے کیا۔ عالمی مالیاتی فنڈ کی مینجنگ ڈائریکٹر کرسٹالینا جارجیوا کا کہنا ہے کہ پاکستان نے آئی ایم ایف کے ساتھ اپنا موجودہ پروگرام کامیابی سے مکمل کیا ہے۔ اس سے پاکستان میں مزید معاشی بہتری کی توقع ہے۔ پاکستان کی اسٹاک ایکسچینج اس وقت ملکی تاریخ کی بلند ترین سطح پر ہے۔ ایشیائی ترقیاتی بینک کی ایک رپورٹ سامنے آئی ہے کہ آنے والے مالی سال میں پاکستان سے مہنگائی مزید کم ہوگی جس کی شرح پندرہ فیصد تک آجائے گی جبکہ آئندہ مالی سال میں شرح نمو ۸. ۲ فیصد رہنے کا امکان ہے۔ لہٰذا، نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ پاکستان کی اقتصادی حالت تبدیل ہوسکتی اگر آئی ایم ایف کے موجودہ قرض کو تعمیری منصوبوں اور پروگراموں میں استعمال کیا جائے۔

